اِس آن میں جبریلؑ فرشتے کی زبانی        دھرتی پہ سُنی اُس نے یہ آکاش کی بانی
اے کملی میں لپٹے ہوئے اُٹھ ذکرِ خدا کر        دُنیا کو جگا دین کا پیغام سُنا کر
سب اُس کے سنگھاسن ہیں وہ پربت ہو کہ رائی        بندوں کو بتا پالنے والے کی بڑائی
گھر اپنے چلا سُن کے یہ کام کی آواز        ہر اُور سے پیدا ہوئی پرنام کی آواز
اک ایک نے ترلوک دھنی کہہ کے پکارا        جنگل نے پہاڑوں نے نبیؐ کہہ کے پکارا
بوجھ اتنا بڑا کیسے اکیلا کوئی سہہ لے        ساتھی جو تھی جیون کی بتایا اُسے پہلے
پھر اس نے کہی بھید کی یہ بات علیؑ سے        بیٹھے ہوئے یہ بول اُسے مصری کی ڈلی سے
بیوی بھی ہوئی بھائی بھی اسلام کے ساتھی        دونوں یہ محمدؐ کو ملے کام کے ساتھی
اب زید کا نمبر تھا ابوبکر کی باری        چُپ چاپ یہ پرچار، یہ سیوا بھی ہے نیاری
وہ ایک کے من ہونے لگے روز اُجاگر        بوندیں جو تڑپنے لگیں بہنے لگا ساگر
پھر من میں نیا حکم یہ اللہ کا چمکا        اپنوں ہی میں پرچار کرو پہلے دھرم کا
کنبہ کو اکٹھا کیا کھانے پہ بُلا کے        سب اُٹھ گئے کھاپی کے ہنسی اُس کی اُڑا کے
مشکل ہے کہ چھوڑے کوئی دھرم اپنا پرانا        سچا بھی سمجھ کے یہ بچن اُس کا نہ مانا
پھر دوسرے دن بھی اُنہیں گھر اپنے بلایا        اللہ کی کرپا کا سماچار سُنایا
جو ساتھ مرا دے گا یہ بات اُس نے بتائی        وہ میری جگہ لے گا وہ ہوگا مرا بھائی
اقرار کیا اِتنوں میں بس ایک بلی نے        میں آپ کا ساتھی ہوں کہا اُٹھ کے علیؑ نے
یہ سُن کے پھر اُن لوگوں سے کہنے لگے حضرتؐ        دیکھو مرے بھائی کو، کرو اِس کی اطاعت
اِن شبدوں میں شکتی نہ کسی کو نظر آئی        پہلے کی طرح سب نے ہنسی اُس کی اُڑائی
کنبہ میں کسی اور کا دیکھا نہ سہارا        وشواس تھا اللہ کا، ہمت نہیں ہارا
اِس دین کا پرچار امیروں کو نہ بھایا        پہلے یہ غریبوں کے ہی ہردے میں سمایا
کس پریم کا اُپدیش تھا، کیا شبد منوہر        مکہ میں مسلماں نظر آنے لگے گھر گھر
سب ہوگئے آخر کو مسلمانوں کے دشمن        بے جوڑ ہزاروں میں تھا دس بیس کا جیون
پیسے کا اُدھر زور تھا گنتی میں سوا تھے        تھوڑے سے دھرم ویر منش چیز ہی کیا تھے

کتنوں کے گلے میں تو غلامی کے تھے بندھن    وہ ظلم ہوئے اُن پہ کہ جینا تھا اجیرن
جلتی ہوئی ریتی پہ کبھی اُن کو لِٹایا    پتھر کے تلے دھوپ میں لے جا کے دبایا
بیلوں کی طرح باندھ کے بازاروں میں کھینچا    رسّی میں گلے باندھ کے بازاروں میں کھینچا
آور نہ پڑوسی کی نہ رشتہ کی رہی پَت    ہٹ دھرموں کے ہاتھوں سے غریبوں کی تھی درگت
سو زور اُدھر تھے اِدھر اک زور اہنسا    اِک اُور تھا اَنیائے، تو ایک اُور اہنسا
ڈنڈوں سے کبھی اور کبھی بھوک سے مارا    سب ظلم تھے اللہ کے بندوں کو گوارا
لکھا ہے کہ پیٹے گئے اِس طرح بچارے    سنسار سے عمّار کے ماں باپ سدھارے
چڑھتے ہوئے دریا کا ہُوا کچھ نہ اُتارا    بڑھنے سے رُکا یوں بھی نہ اِس دھرم کا دھارا
کمزور مسلمان نے جب ہار نہ مانی    اب سب نے محمدؐ کے ستانے کی بھی ٹھانی
سر پر کبھی کوڑے سے بھرے طشت گرائے    ہتیاروں نے کانٹے کبھی رستہ میں بچھائے
مارے کبھی پتھر، کبھی دی آپ کو گالی    سیٹی کبھی لڑکوں نے بجائی کبھی تالی
دم جس سے نکل جائے وہ اَنیائے کیا تھا    عتبہ نے تو چادر سے گلا گھونٹ دیا تھا
جس روز ابوجہل نے حضرت کو ستایا    حمزہؓ تھے چچا آپؐ کے غصہ انہیں آیا
گردن سے جُوا مورتی پوجا کا اُتارا    اسلام بھی لائے اور ابوجہل کو مارا
چلتا نہ تھی کچھ مار کے انجان تھے ایسے    چُپ ہو گیا وہ پٹ کے یہ بلوان تھے ایسے
عتبہ تھا اُمیہ کی جو سنتان کا سردار    اِک روز کیا اس نے پیمبرؐ کو نمسکار
کہنے لگا دنیا تمہیں دیتی ہے اُپدیشا    اے میرے بھتیجے مجھے کچھ تم سے ہے کہنا
تم بھی اسی بستی اسی بھومی میں پلے ہو    پُرکھے بھی تمہارے ہیں بھلے تم بھی بھلے ہو
باتیں جو نئی کرتے ہو کیا اس کا ہے کارن    کیوں توڑ رہے ہو یہ دھرم دیش کے بندھن
جاتی کو بڑا تم نے تو جھگڑے میں ہے ڈالا    اوگن ہے یہ کیا مُورتی پوجا میں نکالا
اگلوں کے دھرم کو جو بُرا تم نے بتایا    سب اپنے بڑے بوڑھوں کو ہے دوش لگایا
اس دیش میں چیتا یہ نئی ٹوٹ پڑی ہے    آپس میں تمہارے ہی لیے پھوٹ پڑی ہے
من سب کے بیاکل ہیں وہ نر ہو کہ ہو ناری    شِکشا تمہیں کچھ دوں اگر اچھا ہو تمہاری

جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ شاید تمہیں بھا جائے   سب کے لیے اچھا ہو، سمجھ میں اگر آجائے
وہ جگ کے سوامی نے کیا اس کو نہ بے آس   تیار ہوا سننے کو عتبہ کی وہ بکواس
عتبہ نے کہا تم کو جو دولت کی ہو چاہت   وہ ڈھیر لگادیں گے کہ بن جائے گا پربت
ہم سب سے اگر چاہتے ہو اپنی بڑائی   یہ بھی ہمیں سوجان سے منظور ہے بھائی
اس ٹھاٹ سے اب تک نہ یہاں کوئی براجا   چاہو تو بنادیں تمہیں اس دیس کا راجا
کچھ روگ اگر ہے کسی گن بان کو لائیں   یہ حال تمہارا کسی بیدی کو دکھائیں
رہنے کے نہیں پھر یہ ساچار کُڈھنگے   دو روز کی سیوا میں تم ہوجاؤ گے چنگے
یہ سُن کے اُسے آپؐ نے قرآن سنایا   مطلب تھا کہ راج اپنا یہی ہے یہی پوجا
ہردے میں سکت اور نہ زباں پر کوئی بس تھا   سُن ہوگئے سُن کر یہ ہوئی اس کی اَوستھا
عتبہ کو اچنبھا تھا کہ یہ بلونت ہے کیسا   راج اپنا ہے منظور جسے اور نہ پیسا
جاکر کہا اپنوں سے کہ جھگڑے کو نبیڑو   کہنا مرا مانو تو محمدؐ کو نہ چھیڑو
اب اس سے الجھ کر کبھی بات اپنی نہ کھوتا   سُن کر جو میں آیا ہوں وہ جادو ہے نہ ٹونا
پھول ایسی سگندھ کے چُنے ہی نہیں میں نے   اس گیان کے اُپدیش سُنے ہی نہیں میں نے
یہ بول کچھ ایسے تھے کہ آگ اور لگادی   جھگڑے کو گھٹانے کی جگہ بات بڑھادی
مکہ میں ہوئے ٹھور سے بے ٹھور مسلماں   دن رات ستائے گئے اب اور مسلماں
فرمایا پیمبرؐ نے کہ کچھ روز کو ٹل جاؤ   چھوڑو یہ جنم بھوم، حبش دیش نکل جاؤ
سچے ہیں منش، نیائے ہے اس دیش میں جیالو   پرجا بھی بھلی اس کی ہے راجہ بھی ہے دوجالو
یوں اور بھی پرسند ہوئی بات یہ سب میں   بیوپار کا رشتہ تھا حبش اور عرب میں
جو رہ گئے مکہ میں وہ ناچار سوا تھے   حبشہ جو گئے سو سے وہ دوچار سوا تھے
ان سب کے تھے سردار، سگے بھائی علیؓ کے   بھائی ہوئے رشتہ میں پچیرے جو نبیؐ کے
کم عمر تھے ان سب میں مگر سب سے کڑے تھے   نام اُن کا تھا جعفر کہ یہ بدھی میں بڑے تھے
پہنچے جو حبش میں تو کوئی رنج نہ دُکھ تھا   راجہ کے بھی اُپکار تھے پرجا سے بھی سکھ تھا
راجہ ہو کہ پرجا وہ کلیسائی تھے سارے   اس دیس میں بستے تھے جو عیسائی تھے سارے

پہلے ہی تھے بیٹھے ہوئے سر دُھن کے قریشی — جھلا گئے یہ خیر خبر سُن کے قریشی
پردیس میں بادل جو اودھر پریم سے برسے — کچھ لوگ چلے آگ لگانے کو اِدھر سے
سینہ میں دہکتا ہوا شمشان لیے تھے — راجہ کے لیے بھینٹ کا سامان لیے تھے
اِن سب میں منتش تھا یہی اس کام کے ڈھب کا — اِس ٹولی میں مکھیا عمر عاص تھا سب کا
مل کر کہا راجہ سے اَدھرمی ہیں یہ سارے — دیدیں ہمیں سرکار گناہ گار ہمارے
اِس کام کی رشوت سے جو ہر جیب تھی بھاری — کہنے لگے سب ان کی سی گرجے کے پُجاری
راجہ نے سُنے جب یہ مسلمانوں کے لچھن — دربار میں بلوایا اُنہیں نیائے کے کارن
پوچھا یہ نیا دھرم ہے کیا تُم نے نکالا — عیسائیت اور مورتی پوجا سے نرالا
ساہس تھا بہت اُن کو جو مذہب کی طرف سے — جعفر نے جواب اُس کو دیا سب کی طرف سے
ہم وہ ہیں کہ تھی ہم میں بُرائی ہی بُرائی — سونے پہ سہاگہ تھا بُرائی پہ ڈھٹائی
سیدھی تھی نہ سچی تھی کوئی بات ہماری — ہم جھوٹ کے سیوک تھے تو پتھر کے پجاری
ہم نے انہی باتوں میں سدا عمر گنوائی — بھائی سے رہا بیر، پڑوسی سے لڑائی
نردھن کی اوستھا کا نہ تھا کوئی اُپائے — بلوان کا کارج تھا کہ نربل کو ستائے
پیدا ہوا اتنے میں منتش ایک مہاتمت — نیکی کا جو دریا ہے بڑائی کا ہے پربت
بے مانگی ملی اس سے ہمیں دھرم کی بھکشا — جو بات ہے اُس کی وہ بڑائی کی ہے شِکشا
سکھلائی ہمیں ایک نرنکار کی پوجا — اُس نے کہا اللہ نہیں ہے کوئی دوجا
بھگوان کی صورت نہیں، سورج کو نہ پوجو — اپنی ہی بنائی ہوئی مورت کو نہ پوجو
ودھوا کا اناتھوں کا کبھی مال نہ کھاؤ — بھولے سے کبھی نہ کسی اَبلا کو ستاؤ
آپس میں کبھی ڈھنگ لڑائی کا نہ ڈالو — جو بات بُرائی کی ہے اُس بات کو ٹالو
اُس نے ہمیں سچائی کے ڈھرے پہ لگایا — اِک جھوٹ میں سو پاپ چھپے ہیں یہ بتایا
ہم نے جو کیا اُس کے ہر اپدیش کا پالن — مکہ میں جو ہٹ دھرم تھے سب ہوگئے دشمن
راجہ نے کہا اس کے بچن کیا ہیں بتاؤ — آکاش سے اُتری ہے جو پستک وہ سناؤ
جعفر نے بچن سورۂ مریم کے سُنائے — سُن کر اُسے آنسو بہت آنکھوں سے بہائے

کہنے لگا ست دھرم کی ہے یہ بھی نشانی     انجیل کی قرآن کی ہے ایک ہی بانی
فریاد جولائے تھے کہا اُن سے کہ جاؤ     دیدوں گا انہیں تم کو یہ آشا نہ لگاؤ
بولا عمر عاص خبر ہے تجھے سلطاں     کیا حضرت عیسیٰ کو سمجھتے ہیں مسلماں
تھا سب کو ہی معلوم یہ بھید اُن کے دھرم کا     عیسیٰ کو سمجھتے ہیں یہ اللہ کا بیٹا
سب کو تھا یہ دھڑکا کہ بگڑ جائے گا راجا     کچھ اور سُنے گا تو اکڑ جائے گا راجا
جعفر نے کہا پھر بھی مگر آنکھ ملا کے     بندہ بھی ہیں وہ اور پیمبرؑ بھی خدا کے
راجہ نے کہا سب سے یہ اُپدیش ہے سچا     اِک تنکے برابر وہ نہیں اس سے زیادہ

اسلام کے دشمن ہوئے یہ سُن کے نراسے
مکہ کو پیاسے ہی گئے خون کے پیاسے

○

# جگت گرو

اب حسینؑ اکیلے ہیں لُٹ چکی جو مایا تھی     کربلا کی دھرتی پر تھک کے سوگئے ساتھی
تیر ایسے آتے تھے جیسے مینہ برستا ہو     تین دن کے پیاسوں پر کیا لہو کی برکھا تھی
روم جھوم دنیا ہے آج اُن کی سیوا میں     کیا انوپ سیوک تھے کیا انوپ سیوا تھی
سورما جو ریتی پر سر کٹائے سوتے تھے     اُن کے پاس چرنوں میں سر جھکائے دنیا تھی
دُکھ بھری کہانی ہے چھ مہینے والے کی     لاڈلے تھے مائی میں آسرے میں ماتا تھی
خاک پر نبیؐ زادہ گھر لٹائے بیٹھا ہے     سب اُسی کو دے ڈالی جس دھنی کی مایا تھی
اُس کی تیغ کا چم خم رن کی جگمگاہٹ تھا     گرم ریت پر سجدے زندگی کی شوبھا تھی
اس کے دشمنوں کو بھی سکھ ملا نہ دُکھ دے کر     آنکھ میں نہ ہوں آنسو ہر دِلوں میں دُبدھا تھی

فاطمہؑ کا مہ پارا ہے جگت گرو جگ جی
آج سب کو پیارا ہے جس پہ کل یہ بپتا تھی

# کھیون ہارا

کربل بن سے چلے مسافر باجت کوچ نقارا　　ایک اک سیس انی پر چمکے جیسے تارا
سب سے لانبی برچھی پر وہ سیس حسینؑ سوامی کا　　بھرے پُرے سنسار میں جس کو بھوکا پیاسا مارا
ہر چڑیا بن کی روَت ہے، اندھیارے بن میں سوَت ہے　　علیؑ نبیؐ کی گود کا پالا دھرم کا پالن ہارا
راکھ لئی پت صاحب کی گھربار لُٹا کر سیوک نے　　کیسا اُتم کام ہے اُس کا نام ہے کیسا پیارا
سب تیر سامنا دوڑ پڑے جب موت پکاری پلے سے　　نربل بوڑھے کومل بالک کوئی نہ ہمت ہارا
سب سستا سودا سمجھے تھے کیا مہنگی جانیں بیچیں　　اک اک بل نے سَت کے بل پر سو سو کو للکارا
پریم کی نیا ڈوب رہی تھی کیسی پار لگائی　　اپنے لہو میں ڈوب کنارے لایا کھیون ہارا
جان گئے ہر دیسی ویسی جھوٹی سانچی مہما کو　　ہارے کس کی جیت ہے کس کی مان گیو جگ سارا
ہنس ہنس دکھ کی کڑیاں جھیلیں جگ کو یہ اُپدیش دیا　　اپنے دم کا آس بھروسہ مالک نام سہارا
نگری نگری دھوم مچی ہے واہ حسینا بابا کی　　کربل بن میں دیا جلایو سارا جگت اُجیارا
پوجا پاٹ کسو کی ناہیں بپتا یاد دلاوت ہیں　　سروؑ کا تابوت ہے دھری اصغرؑ کا گہوارا

اپنے کو جو چاہے تجّی اُس کو کون نہ چاہے
بھارت ماتا سوگ منا کر من ہرلیں ہمارا

○

# دُکھ کا ساگر

ڈوبی ہوئی دُکھ کے ساگر میں سورج کی سنہری تھالی تھی　　اس چاند کی دِن کو سانجھ تلک شبیرؑ سے دنیا خالی تھی

بابا ہی کے دم کے ساتھی تھے اکبرؑ بھی گئے اصغرؑ بھی گئے　　تکنے کو رہی ایک ایک کا منہ چھاتی پہ جو سونے والی تھی

یوں جگ میں نہ لاگی آگ کہیں اس ڈھب سے نہ اجڑا باگ کہیں　　سوکھی ہوئی پتی پتی تھی ٹوٹی ہوئی ڈالی ڈالی تھی

دو کھیت پرے جل بہتا تھا اور پھول اُوپر کملاتے تھے　　دن نیر یہ سوکھے جاتے تھے اور چار طرف ہریالی تھی

حیدرؑ کے گھرانے والے سب سطوت بھی تھے سادت بھی تھے　　تیغے ہی اُٹھالی بندوں نے مالک نے جو بپتا ڈالی تھی

سرورؑ پہ حسنؑ کی بدھوا نے دو چاند کے ٹکڑے وار دیے　　بچے تو جیالے تھے ہی مگر ماتا بھی بڑی دل والی تھی

کیا لُٹ کے گئے کربل سے حرم جب آئی ہیں سکھیا ملنے کو　　جس مانگ کو دیکھا اُجڑی تھی جس گود کو دیکھا خالی تھی

سنسار کا چاہا اس نے بھلا کٹوا دیا کنبے بھر کا گلا　　شبیرؑ کے من کے سانچے میں کرتار نے بھگتی ڈھالی تھی

مارے گئے ست کی سیوا میں دھابا دے ایشر بھگتوں کو　　مکھڑوں پہ لہو کی سُرخی سے بڑھ چڑھ کے خوشی کی لالی تھی

یہ جی سے گزرنے والے تھے یہ بات پہ مرنے والے تھے　　کب موت سے ڈرنے والے تھے سو بار کی دیکھی بھالی تھی

نجمی یہ حسینیؑ چوکھٹ ہے یاں آ کے مرادیں ملتی ہیں
اس دوار سے بھکشا لے کے چلے آئے تھے تو جھولی خالی تھی

# پریم پنتھی

پریم نگر کا پنتھی قاسمؑ موت سے بیاہ رچائے گیا　　ہنسی خوشی کا جانا ٹھہرا دولہا بن کر آئے گیا
رتھ ما لہو کی دھاریں تھیں اُس گورے گورے مکھڑے پر　　اس سج دھج پہ کسی کی لاگی نجر یہی سہرا بدھی کھائے گیا
اِک باغ کھلا تھا کربل بن میں یثرب والے مالی کا　　کچھ سوکھ گیا بن پانی کے کچھ گھام پڑی مُرجھائے گیا
شبیرؑ کے تن کی بستی میں شبیرؑ کا من کیا ہیرا تھا　　اس دیپ کی لَو بڑھتی ہی رہی آنکھوں میں اندھیرا چھائے گیا
سنتے ہیں کہ دھرتی کانپ گئی تلوار وہ کی تلوارے نے　　جو بھور سے لیکر سانجھ تک لاشیں ہی اُٹھا کر لائے گیا
کیا تیروں کی بوچھاروں میں اُپدیش کی میٹھی باتیں تھیں　　سب اپنے لہو کے پیاسوں پر وہ امرت جَل برسائے گیا
سنسار کو سَت کی شکتی سے گھربار لٹا کر موہ لیا　　سودا ہے ذرا اِک جو کھم کا جو کھوئے گیا سو پائے گیا
اصغرؑ پہ بھی کیسی بپتا تھی جھولے میں دُکھی دھرتی میں سُکھی　　ماں باپ نے مکھ سے آہ نہ کی ماں باپ کو کیا سمجھائے گیا
پیاسوں کے انیلے سقے نے اِک آگ لگا دی جنگل میں　　خیمہ سے نکل کر دریا تک اِک بجلی سی لہرائے گیا
سب شام کی سینا سکتہ میں اکبرؑ کے انوپی روپ سے تھی　　جیسے کہ نبیؐ پرلوک سے پھر قرآن سنانے آئے گیا

اب جا کے ہمالہ پربت سے لے ماتم کی ٹکراتی ہے
اُس دیش کی نجمی دُور بلا جس دیس پہ یہ غم چھائے گیا

O

# دھرم پربت

اندھیارا پاپ کے بادل کا سنسار پہ جب چھا جاتا ہے
اک چاند سروپی سورج روپی مکھڑا درس دکھاتا ہے

جب مایا جگ کو کھاتی ہے جب ایسی بپتا آتی ہے
جب مالک آنکھ بدلتے ہیں اک بندہ آڑے آتا ہے

لو دھرم کی من میں ہوک اُٹھی وہ دیس مدینہ چھوڑ چلا
کانٹوں کی ڈگر سے شام نگر اک جانے والا جاتا ہے

سب کعبہ کے رکھوالے ہیں کچھ بوڑھے ہیں کچھ بالے ہیں
سب ایک ہی کنبے والے ہیں ان سب کا نبیؐ سے ناتا ہے

کیا ایشر روپی مایا ہے من موہن مورت اکبرؑ کی
یہ چاند عرب کی بستی میں ہمشکل نبیؐ کہلاتا ہے

عباسؑ کی سج دھج دیکھو گے ان مرنے جینے والوں میں
چھاتی پہ مشک مچلتی ہے کاندھے پہ علم لہراتا ہے

کیا دھاروں پر تلواروں کی بیعت کا سندیسا دیتے ہیں
جب ست ہی ست ہو ہردے میں دوجا کون سماتا ہے

شبیرؑ دھرم کا پربت ہے کوفے کے ادھرمی کیا جانیں
مائی میں جسے مل جاتا ہو وہ پربت سے ٹکراتا ہے

اسلام کی جیون رکھشا کو بلدان ہے ننھے بچوں کا
یاں گودیں خالی ہوتی ہیں واں دامن بھرتا جاتا ہے

قرآن کیسے دکھلائے گا اک بالک ہے قرآن نہیں
دھرتی میں سلا کر آئے گا جھولے سے اٹھا کر لاتا ہے

شبیرؑ کے گھر کا حال کہو پھلواری کے رکھوالوں سے
سو ہوکیں من میں اٹھتی ہیں اک پیڑ اگر مُرجھاتا ہے

اِک جینا مرنا اُن کا ہے جو جیتے ہیں مرجاتے ہیں
اِک جینا مرنا اُس کا ہے جو مر کے امر ہو جاتا ہے

جاگی ہوئی کب کی آنکھیں تھیں خنجر کے تلے بھی آہ نہ کی
سکھ نیند اُسی کو آتی ہے جو سوتی قوم جگاتا ہے

بھاشا کے رسیلے شبدوں میں دُکھ روپ کہانی کربل کی
محنت پہ سوارت ہو نجمی یوں کون کسے سمجھاتا ہے

O

# حسینؑ سیوا

اکبرؑ کو سکارے مرا تھا دھن موت کی سگری رات رہی ماں سیس لگائے چھاتی سے بالوں کی لٹیں سُلجھات رہی

سب دل کی سوبھا ساتھ چلی جب دیس سے یہ پردیس چلے پردیس سے جب پرلوک گئے سنسار کی سوبھا جات رہی

جی دیکھے یہ سور گیاش ہوئے کوفہ کے ادھرمی ماش ہوئے شبیرؑ کا بالا بول رہا اسلام کی اونچی بات رہی

سانچے ہی رہے جو سانچے تھے یاں سانچ کو کوئی آنچ نہیں دشمن ہی کو سب نے دوش دیا اور ان کے لیے صلوٰت رہی

پیاسے ہی لڑے پیاسے ہی مرے اک بوند نہ پائی پانی کی ساوت وہیں پر کھیت رہے تیروں کی جہاں برسات رہی

ایشر کی دیا لہرائے گئی آکاش کی بانی آئے گی دکھ درد کی جتنی دھوپ بڑھی سنتوش کی بدلی چھات رہی

قاتل کو پلا کر دودھ گئے ایسے بھی دیا لو ہوتے ہیں دنیا یہ اُسی کے کنبے کو پانی کے لیے ترسات رہی

اصغرؑ کے گلے پر تیر لگا جل مانگت بن میں سوئے گئے دکھیاری ماتا آشا میں من جھولے سے بہلات رہی

کربل میں علیؑ کی پتری نے یوں رین گزاری دسویں کی کس ٹھاٹ سے لڑکے مرتے ہیں ہر بالک کو سمجھات رہی

اب راجا پرجا چوکھٹ پر سب سیس نوائے بیٹھے ہیں جب چھوڑ کے دنیا دین لیا دنیا بھی انہیں کے ہاتھ رہی

جب آئے حسینؑ سیوا میں سب ہندو مسلم ایک ہوئے

مل جائیں گے نجمی دل بھی کبھی جب ان کی نجر پر بات رہی

O

# پریم کہانی

کربل کا انوکھا جنگل ہے تیروں میں ہوا بل کھاتی ہے
شبیر کا گھائل تن من ہے دھرتی کی دھڑکتی چھاتی ہے

یوں جگ کے بھلے کو مرتے ہیں یوں اپنے لہو میں بھرتے ہیں
یوں دھرم کی سیوا کرتے ہیں یہ من کی لگن کہلاتی ہے

ڈوبی ہے لہو میں ناؤ مگر من سوچ میں ڈانواں ڈول نہیں
سینے پہ ہیں کتنے گھاؤ مگر آنکھوں میں دیا لہراتی ہے

کیا سیدھے سچے ساتھی تھے کیا پریم کہانی چھوڑ گئے
کربل کی زمیں تھرائے چکی ہروے کی زمیں تھراتی ہے

بھوکے بھی لڑے پیاسے بھی لڑے لاکھوں میں بہتر کود پڑے
بلونت سہی ساونت سہی کہنے میں مگر بات آتی ہے

سکھ آج ہے برچھی کھانے میں آنند ہے آپ مر جانے میں
اکبرؑ کا بھی ہے وشواش یہی ماتا بھی یہی سمجھاتی ہے

یہ اجڑ چ بھوی لوٹ چکی بھرپور جوانی پھولوں کی
اب گود میں اپنے مالی کے منہ بند کلی مرجھاتی ہے

یہ تیر گلے پر کھائیں گے سنسار کا جی دہلائیں گے
چھوٹے سے بڑے ہو جائیں گے اصغرؑ کی سواری آتی ہے

دن لڑتے لڑتے بیت گیا سنتوش پریمی جیت گیا
سنتوش کی جے رہ جائے گی بپتا کہیں رہنے پاتی ہے

مایا نے جنہیں ٹھکرایا تھا وہ مایا روپی بندے تھے
یہ ایشر روپی بندے ہیں یاں مایا ٹھوکر کھاتی ہے

جبھی وہ بڑے دل والے تھے دل نام سے دھک کرتے ہیں
یاد ان کی سما کر سینوں میں ماتم کی دھک بن جاتی ہے

O

# ست کی سیوا

جب جھوٹ کی ندی بڑھ چڑھ کر لہراتی ہے اٹھلاتی ہے — یہ چلتی پھرتی مایا جب کایا کا لہو پی جاتی ہے
اک وقت نظر میں پھرتا ہے اک بات مجھے یاد آتی ہے — سکھ کھونا یاد آتا ہے دکھ پانا یاد آتا ہے

شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب تن کی مورت ہنستی ہے اور من کی دیوی روتی ہے — یہ دنیا نرم بچھونے پر جب آنکھیں کھولے سوتی ہے
ست دھرم پہ مرنے والوں کی اس جگ میں کمی جب ہوتی ہے — میدان میں ننھے بچے کا لے آنا یاد آتا ہے

شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب پل پل گرمی بڑھتی ہے اور دھوپ تڑپ دکھلاتی ہے — دنیا میں کوئی پھلواری جب بے نیر کہیں مرجھاتی ہے
کچھ سوکھے سوکھے ہونٹوں کی ہر پیاس میں یاد آ جاتی ہے — اصغرؑ کے گلابی مکھڑے کا کملانا یاد آتا ہے

شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب سچوں کو ٹھکراتے ہیں اور جھوٹوں کو اپناتے ہیں — جب اچھے اچھے دھرم پجاری پاپ کی ٹھوکر کھاتے ہیں
جب مایا جال بچھاتی ہے دل پھندے میں پھنس جاتے ہیں — سنسار کی جھوٹی مایا کو ٹھکرانا یاد آتا ہے

شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب تن کی رکھشا کرنے والے من کا انس مٹاتے ہیں — درد کے جب سیوک بن کر گھر کی لاج گنواتے ہیں
جب سکھ کے بندے سکھ کے کارن جگ جگ سیس نواتے ہیں — دکھ درد کے اونچے پربت سے ٹکرانا یاد آتا ہے

شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب ہردا دھک دھک کرتا ہے گھمسان میں رن کی بانی سے — جب تیور بجھ بجھ جاتے ہیں دو چرکوں میں آسانی سے
جب کائر جان بچاتے ہیں تلوار کے گہرے پانی سے — ان خون میں ڈوبی زلفوں کا بل کھانا یاد آتا ہے

شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

اس جگمگ جگمگ دنیا میں جب ہٹ پر بالک آتے ہیں — جب آنکھیں نیر بہاتی ہیں دل پانی ہو ہو جاتے ہیں
جب جھوٹی سچی آشا دے کر بات پتا سمجھاتے ہیں — کربل میں حسینی جھنڈے کا لہرانا یاد آتا ہے

شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

جب آنکھ سے آنسو ڈھل کر بھی من کا گرد ادھوتے ہیں — جب گھر گھر ماتم ہوتا ہے جب رونے والے روتے ہیں
عشرہ کو ہوا کی لہروں میں جب سبز پھریرے ہوتے ہیں — کربل میں حسینی جھنڈے کا لہرانا یاد آتا ہے

شبیرؑ کا ست کی سیوا میں مرجانا یاد آتا ہے

# سَت جگ کا ستارہ

پربھو نامے گلا کٹایو گھر بھر دیو لٹائے　　سَت کی رکھشا ایس کری کلجگ سیس نوائے
تُمسا ایک نہ تِکسا کوؤ گُجرے بہت حسین　　ایسی لیلا رچ گئے کہ تم بن جگ بے چین
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
جگ کو دُکھ میں پائے کے چھوڑا آپن گاؤں　　بن میں ڈیرے ڈال دیے دیکھی دھوپ نہ چھاؤں
کیسو رَن کے جاتِری ساتھ لیو پروار　　سارے گھر کی لاڈلی چھوڑ گیو بیمار
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
کیا کیا بالک گود کے کیا کیا تنت جوان　　دنا ہر کے نام پر خوب دیا بلدان
جھولے کا اک جھولن ہارا ایک اٹھارہ سال　　اکبرؑ جیسا لاڈلا اصغرؑ جیسا لال
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
ایسا کس سردار کو ملا علم بردار　　ہاتھ کٹے جب شانوں سے تب چھوٹی تلوار
ہاتھن آگے بڑھ گیا دانتن مشک دبائے　　جیسے شیر شکار کو منہ میں داب جائے
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
سگری باڑی دھوپ میں سوکھ گئی بن نیر　　کھیتی پیاسی نیر کی تِس پر برسے تیر
ہنس ہنس ایسا پُن کیا پھوٹ کے رویا پاپ　　سارا باگ لٹائے کے کھیت رہے پھر آپ
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
تم بھوکے پیاسے خیمے سے جب نکلے شیر سمان　　بڑے بڑے بلونت سپاہی چھوڑ گئے میدان
گھائل دیہی گھام عرب کی تین دنا کی پیاس　　کربل بن کے لڑنے والے کس بدھ رہے حواس
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
تِس تِس مکھڑا کھلت رہا جس جس باڑھی دھوپ　　پیاس بڑھی سنتوش بڑھا دُونا چمکا روپ
من میں ایسی شانتی کوؤ کہاں سے لائے　　لاکھن کشٹ اٹھائے کے ایک نہ نکسی ہائے
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا

پاپی جگ کے پاپ کا کوئی نہ سوجھا توڑ　　کیسے کیسے دھرم پجاری بیٹھ گئے جی چھوڑ
آپس لہو بہائے کے تم نے بدلا رنگ　　نام آگیا آکاش تک دھرتی رہ گئی دنگ
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
آنن تھا حال گریب کا جیسے جیتی لاش　　دھن دولت کے زور نے دھرم کیا تھا ناش
ایسی کرنی کر گئے نیچے بھیا سماج　　جھوٹا کھیل بگاڑ کے رکھ لی ست کی لاج
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
بستی بستی جنگل جنگل آج تمھارے میت　　ابھری شکتی پریم کی بھٹی ہار کی جیت
ہندو مسلم راجا پرجا جن دیکھو گن گائے　　من کو ہیرا پائے کے سبھی لیو اپنائے
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
آنسو نکسے نین سے من سے نکسی کھوٹ　　سائیں تمھرے نام کی پڑی کراری چوٹ
بجلی چمکی پریم کی جیو بھیا اوجیار　　بادل گرجے ماتی چیخ پڑا سنسار
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
سوامی کتنے دورتے لگا پریمی بان　　اٹھی لہر فرات سے پہنچی ہندوستان
بھومی رام کرشن کی کربل کا سندیس　　آنسو تمھرے سوگ اور گنگا جمنی دیس
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا
سب ہی کشٹ اٹھائے کے گئے علی کے لال　　بھارت سیوک بھوک کی آج کریں ہڑتال
ان سے جب ان بن بھئی من سے نکسے بین　　تجی ست کی ٹیک پر پیاسے لڑے حسینؑ
دو جگ کے سہارے کیا کہنا ست جگ کے ستارے کیا کہنا

O

# درشن کا اُجالا

درشن کا اُجالا لے کے چلے آنکھوں میں اندھیرا چھوڑ گئے
اکبرؑ کو کہاں کی جلدی تھی بابا کو اکیلا چھوڑ گئے

تیرہ سو برس سے چرچے ہیں ان جیوٹ مرنے والوں کے
تڑپے نہیں خود خنجر کے تلے دنیا کو تڑپتا چھوڑ گئے

اصغرؑ کو تھی رن کی دھن میں کہاں ماتا کے دھڑکتے دل کی خبر
ننھے سے سپاہی خیمے میں ٹھہرا ہُوا جھولا چھوڑ گئے

تلوار وہ روکی پیاسوں نے دریا کو لہو سے پاٹ دیا
پیاسے تو گئے دریا سے مگر اِک خون کا دریا چھوڑ گئے

عباسؑ نے دریا چھین کے بھی بچوں ہی کی خاطر مشک بھری
پیاسے تھے مگر پیاسے ہی پھرے دریا کو چھلکتا چھوڑ گئے

سب اپنی کمائی لے کے گئے کس ڈھب کے یہ جانے والے تھے
کچھ کوکھ جلی رانڈوں کے لیے اِک موت کی آشا چھوڑ گئے

قیدی تو بہت سے دیکھے ہیں پوچھے کوئی اُن کے جی سے مگر
جو گود کے پالے بچوں کو میدان میں سوتا چھوڑ گئے

سنتا ہے جو دھرمی روتا ہے ہر دیس میں ماتم ہوتا ہے
کچھ کام وہ ایسا کر کے گئے کچھ نام وہ ایسا چھوڑ گئے

سرکاٹ کے کوفے والوں نے یہ اور نیا اپرادھ کیا
میدان کی جلتی ریتی پر شبیرؑ کا لاشا چھوڑ گئے

کربل کی انوکھی دھرتی سے نردوش مسافر یثرب کا
سانچی تھی جو مہما لے کے اُٹھے جھوٹی تھی جو مایا چھوڑ گئے

اب سوگ ہے رہتی دنیا تک سنسار نے ایسا جوگ لیا
جیون میں رچے ہردے میں بسے ٹھکرا کے جو دنیا چھوڑ گئے
سنسار کی مایا کوئی نہیں کچھ دوہے ہیں کچھ نوحے ہیں
مجبیؔ یہی مایا لائے تھے مجبیؔ یہی مایا چھوڑ گئے

○

# قیدی کا راگ

سُن قیدی کا راگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
سوئے گا کب تک جاگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
سُن قیدی کا راگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
ڈنڈا سلگے بیڑی سلگے دھیرے دھیرے دیہی سلگے
بھڑکے من کی آگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
سُن قیدی کا راگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
دُکھ کی ہنسی بڑی سُہانی اب تک تو نے قدر نجانی
اپنے اپنے بھاگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
سُن قیدی کا راگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
مجبیؔ جیل کی مایا دیکھے کمبل دیکھے تسلا دیکھے
بیٹھا جگ کو تیاگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر
سُن قیدی کا راگ پریمی چھن بولت ہے زنجیر

○

# کوچ کا ڈنکا باجت ہے

جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
اب تک موج نہ آئی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
سکھیوں میں ہے جینا مرنا ہلکی ہمری بات نہ کرنا
اوٹھو پریم دوہائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
سوچت سوچت عمر گزاری رین کٹھن ہے دن ہے بھاری
کب تک یہ چترائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
اب نہ چلے گا پیار کا منتر تم گھر میں ہم جیل کے اندر
جگ میں ہو نہ ہنسائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
مجمی کے پیغام سے اٹھو دین دھرم کے نام سے اُٹھو
ایک نہیں سنوائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے
جیل کی سدھ بسرائی ساجن کوچ کا ڈنکا باجت ہے

O

# آؤ سہیلی جیل چلیں

ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
سب دھندوں کو آگ لگائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
بی بی کے دُکھ درد پہ واری چکّی پیست قوم سنواری
ان کی لیلا کیوں نہ رچائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
کربل بن کی بھوکی پیاسی فضّہ جس کے گھر کی داسی
اس کی قید کے بل بل جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
بجلی چمکے بادل گرجے سانچے بول سے دھرتی لرجے
گلیوں گلیوں شور مچائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
نجمی کا اُپدیش سپھل ہو دھرم سپھل ہو دیش سپھل ہو
کاہے سَئیں نیر بہائیں آؤ سہیلی جیل چلیں
ساجن ہمرے جائیں نہ جائیں آؤ سہیلی جیل چلیں

○

# پنتھ نارا کے دن کا

کس کی مایا سدا رہی ہے ریت گھروندا کے دن کا
من میں جگہ نہ پائی ٹھاکر تن پہ اجارا کے دن کا
رہو گے کب تک منھ کو موڑے نام بڑا اور درشن تھوڑے
دیس میں سب کا مرنا گڑنا پھر یہ پریکھا کے دن کا
چلتی پھرتی چھاؤں ہے دنیا نیاؤ کرو انیاؤ کرو
کتنے دیکھے ایسے تماشے یہ بھی تماشا کے دن کا
ایشر کے انصاف نگر میں دیر سہی اندھیر نہیں
ست اوجیارا رہتے جگ تک مگر اوجالا کے دن کا
کرودھ کپٹ کا راج نہ ٹھہرے آج بچا تو کال گیا
سانس کہاں کی آس کہاں کی سانس کا ڈھرّا کے دن کا
رنگ بھی چوکھا آئے گا جب سنی شیعہ ایک ہوئے
کے دن کی ہے مدحِ صحابہ اور تبرّا کے دن کا
نجمی کبت سُنائے جاؤ اپنی دُھن میں گائے جاؤ
جگ جیون ہے پریم کی ہنسی پنتھ نقارا کے دن کا

O

# حسینیؑ درشن

سنسان تھی بستی یثرب کی کربل میں نبیؐ کا جایا تھا      اپنے ہی لہو کے پیاسوں میں وہ پریم سندیسا لایا تھا

مکھڑے پہ کھچی تلواریں تھیں اور سورج سر پر آیا تھا      کیا دھرتی رن کی تپتی تھی جب پاؤں کے نیچے سایا تھا

یوں روگ منانے دنیا کا یہ کون بردگی آیا تھا      سنسار ہی کو سکھ دینا تھا سنسار ہی سے دُکھ پایا تھا

جب دونوں جگ کے مالک سے یہ دنیا آنکھیں موندے تھی      شبیرؑ نے گر کر سجدے میں اللہ کو مہکوایا تھا

تیغوں کی چمکتی بجلی تھی اور شام کی سینا دل بادل      وہ چھایا ہوا تھا بادل پر وہ بجلی سے ٹکرایا تھا

اُپدیش کے کول شبدوں سے اب تک بھی دلوں میں گرمی ہے      اس چاند نے اپنی کرنوں کو سورج کی طرح پھیلایا تھا

سب گود کے پالے وار دیے سب چاہنے والے وار دیے      جینے سے نظر یوں پھیری تھی اور موت کو یوں اپنایا تھا

جب کھائی تھی برچھی اکبرؑ نے جب تیر لگا تھا اصغرؑ کے      آنکھوں پہ کسی کا بس ہی سہی من کون طرح سمجھایا تھا

کیا بانکے ترچھے تیور تھے ان پیاسے مرنے والوں کے      کیا دھوپ کڑی تھی جنگل کی کیا مکھڑوں پر روپ آیا تھا

پردے سے دھواں سا اٹھتا ہے کیا آگ لگی ہے پانی میں      مہمان کو کوفہ والوں نے پانی کے لیے ترسایا تھا

سب جانے ہی جانے والے تھے میدان سے آتا کون ادھر      اکبرؑ کی سنائی آتی تھی اصغرؑ کا بلاوا آیا تھا

اس دیس کی آنکھیں بھی بجھی پیاسی تھیں حسینیؑ درشن کی

بھارت میں اجالا پہنچا ہے کربل میں درس دکھلایا تھا

# پَردیسی

شیرؔ ہی وہ پردیسی ہیں ہر دیس کو اپنا کرتے ہیں
یہ چڑھتے ہوئے سورج کی طرح گھر گھر میں اُجالا کرتے ہیں

مظلوم کو سب جگ روتا ہے مظلوم تو سب کا ہوتا ہے
دُکھ درد سے جن کا میل نہیں وہ اپنا پَرایا کرتے ہیں

ہر سال عرب کی بستی سے آتا ہے جو بھارت نگری میں
مُسلم ہی کا وہ مہمان نہیں ہندو بھی تو سیوا کرتے ہیں

کیا دھرم تھا کوفہ والوں کا مہمان کو پیاسا مار دیا
پانی پہ بھی جھگڑا ہوتا ہے پانی پہ بھی جھگڑا کرتے ہیں

سر کٹتا ہے اِک دھرمی کا ظالم کے ادھرمی ہاتھوں سے
کربل میں بُجھا کر ست کا دیا دُنیا میں اندھیرا کرتے ہیں

لاکھوں پہ بہتر بھاری ہیں کیا بات حُسینی پُرشوں کی
وہ شیر نہ ہاری مانیں گے جو موت کو ٹوکا کرتے ہیں

یہ بات اُنہیں کے ہات رہی سر اُن کے گئے پر بات رہی
دو جگ میں بڑی ہے بات اُن کی جو بات کی رکھشا کرتے ہیں

اشنان لہو سے ہوتا ہے ساونتوں کا رن ویروں کا
یہ آگ لگا کر مایا کو جیون میں اُجالا کرتے ہیں

آنچ آنے لگی اسلام پہ جب اصغرؑ نے بھی جیون وار دیا
اس گل کے بڑے بھی چھوٹے بھی بگڑی کو بنایا کرتے ہیں

کیوں پیار نہ اُن پر آئے گا جو رن کو گئے تھے جھولے سے
سُنتے ہیں دلوں کے جھولے میں وہ آج بھی جھولا کرتے ہیں

ماتم ہے نبیؐ کے پیاروں کا ماتم میں نبیؐ کے سنگ نہیں
ایسے بھی خُدا کے بندے ہیں بپتا میں پریکھا کرتے ہیں

سنسار کے بھولے بسروں کو اپدیش نیا مل جاتا ہے
ہر سال جو تجھی پیاسوں کا ہم سوگ منایا کرتے ہیں

O